۸

بِگُل بردار

رشید امجد

پیش درس

ہر افسانے میں افسانے کے کرداروں پر حالات اور واقعات کے اثر سے ان کی حرکات وسکنات میں تبدیلیوں کا ذکر ملتا ہے۔ یہ تبدیلیاں دراصل کرداروں کی نفسی کیفیات کی تبدیلیاں ہوتی ہیں یعنی ہر افسانہ کسی نہ کسی سطح پر نفسیاتی افسانہ ہوتا ہے۔ کردار کے ذہنی وفکری، جذباتی وطبعی حالات پر اثر انداز ہوکر واقعات افسانے کے کردار کو ایک خاص مزاج پر لے جاتے ہیں۔ 'بگل' کے حوالے سے ذیل کا افسانہ ایک خاص ماحول کی عکاسی کرتا ہے۔ فوجیوں کا معاشرہ بھی معاشرے کے مختلف طبقات یعنی فوجی درجات میں منقسم ہے۔ ان میں معمولی سپاہی سے لے کر اعلیٰ افسران تک شامل ہوتے ہیں۔ بگل بردار ایک معمولی فوجی ملازم ہے جو اپنے کام یعنی بگل بجاکر فوجی معاشرے کے تمام افراد کو ایک خاص نظم میں جمع کر دیتا ہے۔ اس سے وہ خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ میرے بگل کے حکم پر فوجی سارے کام کاج چھوڑ کر یکجا ہوجاتے ہیں گویا میری ایک خاص اہمیت ہے۔ افسانے کا قصہ اسی خوش فہمی کے مختلف مدارج کی تصویر کشی کرتا ہے۔ اختتام پر بہر حال بگل بردار اپنی خوش فہمی (جو دراصل غلط فہمی ہے) کی شکست کے بعد بھی بگل بجا کر عہدیداروں کو حکم برداری پر مجبور کر دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس افسانے میں اعلیٰ افسران کی بیویوں کے لیے بگل بردار کی بیوی کے ساتھ ذمّے داروں کے ذِلّت آمیز رویے پر بھی کڑی چوٹ کی گئی ہے۔ افسانے کا اختتام انسانی جذبات کے لیے اعلیٰ طبقے کی بے حسی اور عام انسان کے کرب کو نشان زد کرتا ہے۔

جان پہچان

رشید امجد اُردو کے مشہور افسانہ نگار اور ادیب ہیں۔ ان کا اصل نام اختر رشید ہے۔ وہ ۵/ مارچ ۱۹۴۰ء کو سری نگر میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے 'میراجی: فن اور شخصیت' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ. ڈی. کی سند حاصل کی۔ وہ ایک طویل عرصے تک تدریس کے پیشے سے وابستہ رہے۔ ان کے افسانوں میں تشبیہات اور علامتوں کا کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ ان کے ہاں شعوری طور پر معنوی سطح کو تہ دار بنانے کی کوشش ملتی ہے۔ ان کے افسانوں میں فرد کے داخلی احساسات کو فنکارانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ 'بیزار آدم کے بیٹے، ریت پر گرفت، سہ پہر کی خزاں، عکسِ بے خیال، پت جھڑ میں خود کلامی، بھاگے ہے بیاباں مجھ سے' وغیرہ ان کے افسانوی مجموعے ہیں۔ انھوں نے 'تمنا بے تاب' کے نام سے سوانح عمری بھی لکھی ہے۔ ان کی دیگر کتابوں میں 'رویے اور شناختیں' اور 'نیا ادب' مشہور ہیں۔

ایک چھوٹی سی چھاؤنی میں ایک بِگُل بردار رہتا تھا۔ اس کے بگل پر چھاؤنی جاگتی تھی۔ صبح سویرے گہری نیند سوتے فوجی بگل کی آواز پر چونک کر اٹھتے، جلدی جلدی کپڑے پہنتے اور نیم غنودتے، قطاروں میں آکر کھڑے ہو جاتے۔ بگل کی لے اور اس کے اتار چڑھاؤ پر ڈرل شروع ہوتی۔ سپاہی سے افسر تک، سب اس کے بگل کی آواز پر دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں ہوتے اور جب تک بگل بجتا رہتا، اُن کی بھاگ دوڑ جاری رہتی۔ بگل بجاتے ہوئے بگل بردار کی آنکھوں میں تفاخر کی ایک شان ہوتی۔ اُسے اس بات کا احساس تھا کہ اس کے بگل کی آواز پر پوری پلاٹون اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہے اور وہ اکثر اپنی بیوی سے بھی اس کا ذکر کرتا۔

''بھلی مانس، میرا بگل نہ بجے تو پوری پلٹن سوئی رہ جائے۔''

بیوی بے نیازی سے شانے ہلاتی تو وہ کہتا، ''جھوٹ نہیں بولتا۔ سپاہی کی تو کیا حیثیت ہے، بڑا افسر تک میرے بگل کے تابع

ہے۔'' پھر خود ہی اس کا سر بلند ہو جاتا...''میں کوئی معمولی چیز نہیں۔''

وہ اپنے بگل کو تھپتھپاتا،''پوری پلٹن کیا، ساری چھاؤنی اِس کی ماتحت ہے۔''

بیوی کی آنکھوں میں خاوند کے لیے ایک سرشاری کی سی کیفیت آ جاتی۔ واقعی وہ سچ ہی کہتا ہوگا۔ اور اسے بگل والے کی بیوی ہونے پر فخر کا احساس ہوتا۔

بگل والا کبھی کبھی اپنے دوستوں سے بھی کہتا......''یہ بگل نہیں، اس کی آواز میں ایک جادو ہے اور اس جادو کا جادوگر میں ہوں۔''

اُس کا سینہ پھول جاتا......''اِس کی آواز پر تو کمانڈنٹ بھی اپنے سارے کام کاج چھوڑ کر گراؤنڈ پر آ جاتا ہے۔''

چھاؤنی میں چھوٹی موٹی پارٹیاں ہوتی ہی رہتی تھیں جن میں میاں بیوی دونوں کو دعوت دی جاتی۔ افسروں کی پارٹیوں میں تو عام سپاہیوں کو شرکت کی اجازت نہ تھی لیکن سال میں دو ایک بار بڑے دربار منعقد ہوتے جن میں سب کو دعوت دی جاتی۔ بگل والے کی بیوی کبھی کسی پارٹی میں نہ گئی تھی۔ اسے احساس تھا کہ وہ ایک عام سپاہی کی بیوی ہے لیکن اب ایک عرصے سے بگل والے نے اپنی اہمیت کے ایسے ایسے قصے سنائے تھے کہ وہ اس بار بڑے دربار میں شریک ہونے پر تیار ہوگئی۔ بگل والے نے کہا،''بھلی مانس، کوئی اچھا جوڑا پہننا، تم کوئی معمولی عورت نہیں، بگل والے کی بیوی ہو جس کے بگل کی آواز پر کمانڈنٹ بھی اٹینشن ہو جاتا ہے۔''

اُن کی شادی کے ابتدائی دنوں کا ایک جوڑا ایسا تھا جسے دو ایک بار ہی پہنا گیا تھا۔ کہیں جانے کا موقع ہی کب ملتا تھا۔ بیوی نے جوڑا نکالا، اسے کئی رُخوں سے دیکھا، خوب جی لگا کر استری کیا، پہنا تو اس کی چھب ڈھب ہی بدل گئی۔ بگل والا خود دم بخود رہ گیا۔ اسے پہلی بار احساس ہوا کہ اس کی بیوی بہت خوب صورت اور بڑی پُر وقار ہے۔

'ایک افسر کی بیوی بھی ایسی نہیں۔' اس نے سوچا۔

''اس کے تو پاؤں کی خاک بھی نہیں۔'' اور اُسے ایک دم فخر کا احساس ہوا۔ 'مَیں بھی تو بگل والا ہوں۔ جس کی آواز پر پوری پلٹن اٹینشن ہو جاتی ہے۔'

بیوی غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔

''اچھا نہیں لگ رہا؟''

''اچھا......! بھلی مانس، اتنا اچھا کہ بڑے سے بڑے افسر کی بیگم بھی تمھارے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔''

بیوی کے چہرے پر شفق کے کئی رنگ اُبھرے۔

اسے ایک لمحے کے لیے خیال آیا کہ اگر یہ کسی افسر کی بیوی ہوتی اور اس طرح لش پش پارٹی میں آتی تو سارے لوگ اس کے اردگرد جمع ہو جاتے اور طرح طرح سے اس کی تعریفیں کرتے لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے سر جھٹک کر اس خیال کو پرے پھینک دیا......'ٹھیک ہے، میں سپاہی سہی لیکن معمولی سپاہی نہیں، بگل بردار ہوں، میرے بگل پر تو کمانڈنٹ بھی سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔'

اُسے طمانیت کا احساس ہوا۔ اس نے بیوی پر ایک تنقیدی نظر ڈالی... 'ٹھیک، بالکل ٹھیک، فٹ!'

پنڈال میں عورتوں اور مردوں کے راستے الگ الگ تھے۔ وہ پہلی بار اس طرح کی کسی محفل میں آئی تھی اس لیے گھبرائی سی تھی۔

الگ الگ راستے دیکھ کر بولی، ’’تو ہم تم اور میں الگ الگ ہوں گے؟‘‘

’’تو اس میں کیا ہے؟ تمھارے ساتھ اور عورتیں بھی تو ہوں گی۔‘‘ پھر اس نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا، ’’اور تم کوئی معمولی عورت نہیں، بگل بردار کی بیوی ہو، جس کے بگل پر...‘‘

اس نے باقی بات نہیں سنی اور جلدی سے اندر چلی گئی۔ ابھی بہت کم لوگ آئے تھے، کرسیاں تقریباً سبھی خالی تھیں۔ وہ سب سے اگلی قطار میں جا بیٹھی جہاں صوفے لگائے گئے تھے۔ تین چار لوگ جو انتظام پر مقرر تھے، اسے اگلے صوفے پر بیٹھتے دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ایک نے اشارے سے دوسرے سے پوچھا، ’’یہ کون ہے؟‘‘ دوسرے نے نفی میں سر ہلایا۔ کچھ دیر وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے، پھر ایک نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدّب انداز میں پوچھا، ’’آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں؟‘‘

’’یہیں سے۔‘‘ اس نے اپنے انداز میں جواب دیا۔

اُس کے لہجے سے پوچھنے والے کا مؤدّب انداز ایک دم بدل گیا۔ اب کے اس نے قدرے روکھے انداز میں پوچھا، ’’آپ کی تعریف؟‘‘

’’تعریف؟‘‘ اسے سمجھ میں نہ آیا کہ ’تعریف‘ کے کیا معنی ہیں۔

پوچھنے والے کا رہا سہا مؤدّب انداز بھی ختم ہو گیا۔ اب کے اُس نے سرد لہجے میں پوچھا، ’’آپ کس کی مسز ہیں؟‘‘

مسز کے معنی اسے معلوم تھے۔ اُس نے کہا، ’’بگل بردار!‘‘

اس نے اپنی طرف سے ’بگل بردار‘ پر بہت زور دیا تھا لیکن سننے والا ذرا متاثر نہ ہوا بلکہ اُس کے چہرے پر مزید کرختگی آ گئی۔

’’آپ پیچھے آ جائیں... یہ کمانڈنٹ صاحب کی بیگم اور ان کے مہمانوں کی نشستیں ہیں۔‘‘

ایک لمحے کے لیے وہ سمجھ نہ سکی کہ کیا کہے یا کیا کرے۔ پھر جیسے کوئی مشین حرکت کرتی ہے، وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور پچھلی قطار میں جا بیٹھی۔

تھوڑی دیر میں بیگمات کی آمد شروع ہو گئی۔ ایک دوسرے سے سلام دعا کرتی وہ کرسیوں پر بیٹھنے لگیں۔ آدھی سے زیادہ کرسیاں بھر گئیں۔ اتنے میں ڈپٹی کمانڈنٹ کی بیگم اندر آئی۔ انتظام کرنے والے ان کی طرف دوڑے گئے۔ جھک جھک کر آداب بجا لائے اور ان کے لیے نشست تلاش کرنے لگے۔ ان کی گھومتی نظریں اس پر آن ٹکیں۔ وہی جس نے اسے صوفے سے اُٹھایا تھا، پاس آیا اور بولا، ’’یہاں ڈپٹی صاحب کی بیگم بیٹھیں گی۔ آپ پیچھے چلی جائیں۔‘‘

اُسے لگا جیسے کسی نے اسے تالاب میں غوطہ دے کر باہر نکال لیا ہے۔ کچھ کہے بغیر پسینہ پونچھتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اُٹھی۔ آدھی سے زیادہ قطاریں بھر گئی تھیں۔ وہ ایک خالی قطار کے کونے میں جا بیٹھی۔

فنکشن شروع ہونے میں ابھی دیر تھی اور مہمان آ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ قطار بھی بھر گئی۔ اس سے پچھلی دو قطاروں میں بھی خواتین بیٹھ گئیں۔ اتنے میں کوارٹر ماسٹر کی بیوی اندر آئی۔ عہدے کے اعتبار سے تو اس کا خاوند نائب صوبیدار تھا لیکن راشن اور دوسری چیزوں کے لیے سب کو کوارٹر ماسٹر کی خوشامد کرنا پڑتی تھی۔ اسے دیکھ کر انتظامیہ کے سارے لوگ اس کی طرف بڑھے اور ساتھ ہی اس کے لیے نشست کی تلاش شروع ہو گئی۔

ایک بار پھر اسے اپنی جگہ سے اُٹھا دیا گیا۔

اب صرف آخری قطار تھی۔ وہ پسینوں پسینے، شرم سے گردن گردن زمین میں ڈوبی ہوئی، جگہ سے اُٹھی اور آخری قطار کی آخری کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ساری خواتین گھور گھور کر اسے دیکھ رہی ہیں اور ایک دوسرے سے چہ میگوئیاں کر رہی ہیں۔

بگل بردار ... بگل بردار ... بگل بردار ...، جیسے آواز سیٹیاں بجاتی اس کے کانوں میں بگل بجا رہی تھی۔ اسے بالکل معلوم نہ ہوا کہ کب فنکشن شروع ہوا، کب ختم ہوا۔ چائے کب پی گئی اور کب لوگ ایک ایک کر کے جانے لگے۔ وہ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے اُس کی آنکھوں کو پتھرا دیا ہے اور ٹانگیں پتھر کی سِلیں بن گئی ہیں۔

جب بہت دیر ہوگئی اور وہ باہر نہ نکلی تو بگل بردار اُسے تلاش کرتا ہوا اندر آ گیا۔ وہ اس طرح چپ چاپ کرسی پر بیٹھی تھی جیسے کسی نے اسے اور کرسی کو ایک ہی پتھر سے تراشا ہو۔

''بھاگوان، سب چلے گئے اور تم ابھی تک یہیں بیٹھی ہو۔''

وہ کچھ نہ بولی۔ دو موٹے موٹے آنسو اس کے گالوں پر ڈھلک گئے۔

''خیر تو ہے نا... تم ٹھیک تو ہو نا؟'' بگل بردار گھبرا گیا۔

''کچھ نہیں۔'' وہ تیزی سے اٹھی اور تقریباً دوڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ وہ آگے آگے اور بگل بردار پیچھے پیچھے۔

راستے بھر اس نے کوئی بات نہ کی لیکن گھر کی دہلیز پار کرتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''اتنی ذِلّت ... اتنی ذِلّت!''

بگل بردار کے بار بار پوچھنے پر وہ ہچکیوں کے درمیان بس اتنا ہی کہہ پاتی......''اتنی ذِلّت!''

''آخر ہوا کیا؟'' اب بگل بردار کو غصہ آنے لگا، ''کچھ کہو بھی تو۔''

معلوم نہیں کیسے توڑ توڑ کر، وقفوں وقفوں سے اُس نے ساری بات سنائی۔ بگل بردار چپ ہو گیا۔ کچھ کہے بغیر وہ چھت پر چلا گیا اور منڈیر پر کہنیاں ٹیک کر کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

بس ایک چپ تھی جو اس کے اردگرد سرسرا رہی تھی۔ منڈیر پر کہنیاں ٹکائے وہ چھاؤنی کی طرف دیکھتا رہا، دیکھتا رہا، پھر اچانک اس کے جی میں نہ جانے کیا خیال آیا کہ وہ تیزی سے مڑا، نیچے آیا۔ بیوی کپڑے بدلے بغیر چارپائی پر لیٹ گئی تھی۔ سوتے میں لگ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ رہے ہیں۔ وہ چند لمحے چپ چاپ کھڑا اُسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دیوار سے بگل اُٹھایا اور تقریباً دوڑتا ہوا باہر آ گیا۔

چھاؤنی کا سارا علاقہ سنسان تھا۔ وہ دوڑتا ہوا اس چبوترے پر چڑھ گیا جہاں کھڑے ہو کر روز صبح بگل بجایا کرتا تھا۔

ایک لمحے کے لیے اس نے سوئی ہوئی بیرکوں اور بنگلوں کو دیکھا اور پوری توانائی سے بگل بجانے لگا۔

کچھ دیر میں ساری چھاؤنی میں ہلچل مچ گئی۔ بیرکوں میں سوئے ہوئے سپاہی ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ نے گھڑیوں پر نظر ڈالی۔ ایک دوسرے کو دیکھا۔ بگل کی آواز مسلسل گونج رہی تھی۔ جوان، افسر سب پتلونیں چڑھاتے، تسمے کستے پریڈ میدان کی طرف بھاگے چلے آ رہے تھے۔ کمانڈنٹ، ڈپٹی کمانڈنٹ سب آگے پیچھے، ایک دوسرے سے پوچھتے......''کیا ہوا...اس وقت کیوں؟''

قطاریں بن گئیں۔ بگل مسلسل بج رہا تھا۔ چھوٹے افسر نے بڑے سے، بڑے نے اپنے بڑے سے، ڈپٹی نے کمانڈنٹ سے پوچھا، ''سر، یہ ایمرجنسی کیسی؟'' کمانڈنٹ نے لاعلمی میں سر ہلایا۔

بگل تھا کہ مسلسل بج رہا تھا۔ بجانے والا ...اُس کا سانس پھول گیا تھا۔ سینہ دھونکنی بن گیا تھا لیکن بگل ... جب کمانڈنٹ نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے بگل چھینا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، بہے جا رہے تھے۔

کچھ کہے بغیر وہ چبوترے سے اُترا اور روتے روتے دوڑتا ہوا گیٹ سے باہر نکل گیا۔

معانی و اشارات

تفاخر - فخر

پلاٹون - پلٹن، فوج کی ٹکڑی

لش پش - بن سنور کر

چھب ڈھب - حلیہ

طمانیت - اطمینان

کرختگی - سختی

بھاگوان - نیک بخت

مشقی سرگرمیاں

* خاکے پر مبنی سرگرمیاں

۱۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کرکے خاکہ مکمل کیجیے۔

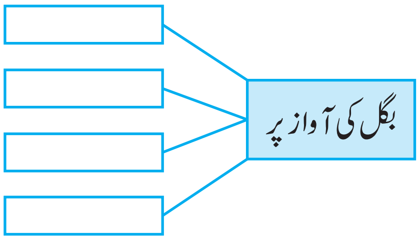

۲۔ سبق سے موزوں لفظ تلاش کرکے خاکہ مکمل کیجیے۔

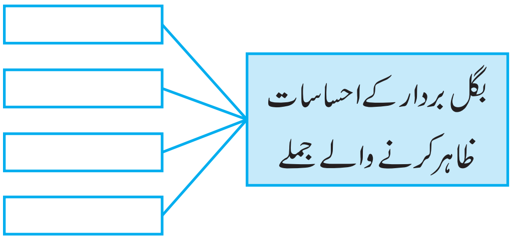

* ہدایات کے مطابق درج ذیل سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ صبح سویرے گہری نیند سوتے فوجی بگل کی آواز پر چونک کر اٹھنے کے بعد جو عمل کرتے اُسے تحریر کیجیے۔

۲۔ بگل بردار کے اُن تعریفی جملوں کو لکھیے جن کی وجہ سے اس کی بیوی بڑے دربار میں جانے کے لیے تیار ہوگئی۔

۳۔ بگل بردار کی بیوی کے فنکشن میں جانے کی تیاری کے بارے میں لکھیے۔

۴۔ بڑے دربار کی پارٹی کے منظر کو تفصیل سے لکھیے۔

۵۔ بگل بردار کی بیوی کے ساتھ منتظمین کے رویے پر روشنی ڈالیے۔

* ذیل سے صحیح متبادل چن کر جملے مکمل کیجیے۔

۱۔ انتظام پر مقرر آدمی کے سلوک کی وجہ ....

(الف) وہ بگل بردار کی بیوی تھی۔

(ب) بگل بردار کی بیوی کا لباس تھا۔

(ج) بگل بردار کی بیوی کی زبان تھی۔

(د) بگل بردار کی بیوی کی بے وقوفی تھی۔

۲۔ بگل بردار کی بیوی کو کرسی سے ....

(الف) ایک مرتبہ اُٹھایا گیا۔

(ب) دو مرتبہ اُٹھایا گیا۔

(ج) تین مرتبہ اُٹھایا گیا۔

(د) ہر مرتبہ وہ خود اُٹھ گئی۔

۳۔ آخر میں بگل بردار کی بیوی کو اُٹھا کر وہ جگہ .... دی گئی۔

(الف) آفیسر اور مہمانوں کو

(ب) کمانڈنٹ کی بیگم کو

(ج) ڈپٹی کمانڈنٹ کی بیگم کو

(د) کوارٹر ماسٹر کی بیوی کو

* اسباب بیان کیجیے۔

۱۔ بگل بردار کی بیوی کا نشستوں سے بار بار اٹھایا جانا۔

۲۔ بگل بردار کی بیوی کا پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

۳۔ نائب صوبیدار کی بیوی کے لیے نشست کا انتظام۔

۴۔ چھاؤنی میں سناٹا چھا جانے کے بعد بگل بردار کا بگل بجانا۔

* درج ذیل جملوں کی استحسانی وضاحت کیجیے۔

۱۔ بھلی مانس، میرا بگل نہ بجے تو پوری پلٹن سوئی رہ جائے۔

۲۔ اسے لگا جیسے کسی نے اسے تالاب میں غوطہ دے کر باہر نکال لیا ہے۔

۳۔ بگل بجاتے ہوئے بگل بردار کی آنکھوں میں تفاخر کی ایک شان ہوتی۔

۴۔ یہ بگل نہیں، اس کے آواز میں ایک جادو ہے اور اس جادو کا جادوگر میں ہوں۔

* ذیل میں دیے ہوئے موضوعات پر ذاتی رائے تحریر کیجیے۔

۱۔ انتظام پر مقرر لوگوں کے بگل بردار کی بیوی سے سلوک کا صحیح یا غلط ہونا۔

۲۔ بگل بردار کا آخری عمل۔

۳۔ بیگمات کی آمد پر انتظام کرنے والے افراد کی بھاگ دوڑ۔

* ہدایات کے مطابق درج ذیل قواعدی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ ذیل کے محاوروں کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔

سینہ پھول جانا — چہ میگوئیاں کرنا

آنکھیں پتھرا جانا — پھوٹ پھوٹ کر رونا

۲۔ ذیل کے جملوں سے مفرد، مرکب اور مخلوط جملے الگ کر کے تحریر کیجیے۔

- کرسیاں تقریباً سبھی خالی تھیں۔
- اسے بالکل معلوم نہ ہوا کہ کب فنکشن شروع ہوا، کب ختم ہوا۔
- وہ اس طرح چپ چاپ کرسی پر بیٹھی تھی جیسے کسی نے اسے اور کرسی کو ایک ہی پتھر سے تراشا ہو۔
- سننے والا ذرا متاثر نہ ہوا بلکہ اُس کے چہرے پر مزید کرختگی آ گئی۔
- وہی جس نے اسے صوفے سے اٹھایا تھا، پاس آیا اور بولا۔

۳۔ دی ہوئی مثال کے طرز پر چار نئے الفاظ بنائیے۔

مثال : بگل - بگل بردار

سرگرمی/منصوبہ :

اپنے استاد کی مدد سے انسانی رشتوں کے تقدس پر لکھے گئے کسی افسانے کو حاصل کر کے پڑھیے۔